رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ: الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳	۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ	یوم یکشنبہ	مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء	نمبر ۴۸

مسلمانوں کے جذبات کی غلط ترجمانی

احرار یہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ مسجد شہید گنج کے انہدام کا جو چرکہ مسلمانوں کے قلوب پر لگا ہے۔ وہ چند دن تک خود بخود مندمل ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی ان کی غداری۔ اور ملت فروشی کا داغ بھی مٹ جائے گا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے ایک طرف تو وہ انتہائی عجز و الحاح کے ساتھ سکھوں سے التجائیں کر رہے ہے۔ اور ان کے آگے ناک رگڑ رہے ہیں۔ کہ وہ برائے نام ہی مسلمانوں کی اشک شوئی کر دیں۔ اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "حالات پر سکون ہو گئے ہیں" اور "اب مسلمانوں کو ہوش آ گیا ہے" گویا شہید گنج کی مسجد کے انہدام کی وجہ سے مسلمانوں میں جو رنج و غم پایا جاتا تھا۔ وہ اب دور ہو چکا ہے اور ان کا جوش ٹھنڈا ہو گیا ہے۔

سکھوں کے آگے ناصیہ فرسائی کرنے کا پتہ اس مضمون سے لگ سکتا ہے۔ جو ۲۱ اگست کے "مجاہد" میں "ہندوستان کی موجودہ اور آئندہ نسلوں اور تاریخوں کے ساتھ نیکی کرو" کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ اس مضمون میں حریت کی جو شان دکھائی گئی ہے۔ اور پنجاب کے مالک اور حاکم احرار نے کمزور اور ناتوان سکھوں کو جس شوکت اور جلالت سے مخاطب کیا ہے۔ اس کا اندازہ ذیل کے چند فقرات سے لگایا جا سکتا ہے:۔

"اگر سکھ صاحبان اپنا تاریخی اور قانونی قبضہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو وہ مختار ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے یہ کافی ہوگا۔ کہ وہ مسجد والی جگہ کو بالکل خالی چھوڑ دیں۔ اس کے گرد جنگلہ لگا دیں۔ یا دیواروں کا ایک احاطہ بنا کر اوپر سے چھت ڈال دیں۔ اس میں سکھوں کا کوئی قومی نقصان نہیں ہے۔ اگر سکھ قوم اتنا بھی کر دے۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں اور ان کے شہیدوں کی دعاؤں اور شکر گزاریوں کی مستحق ہوگی۔ اور اس کا یہ فعل ہزاروں سالوں تک ہندوستانی تاریخ میں صلاحیت پسندی اور رواداری کا ایک تابناک نمونہ سمجھا جائے گا۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ تمام دنیا کی موجودہ اور آئندہ نسلیں اور تاریخیں ان کی اس نیکی اور رواداری پر تحسین و آفرین کے پھول برسائیں گی کیا سکھ قوم اس بے مثال تاریخی نیک نامی اور شاباش کی مستحق بن سکتی ہے"؟

اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلمان سکھوں کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی عرض معروض کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "سول نافرمانی کے ایام میں سکھ قوم نے یہ کہہ کر سمجھوتے سے انکار کر دیا تھا۔ کہ سول نافرمانی کے ہوتے ہوئے سکھ قوم چونکہ مسلمانوں کے اس اقدام کو دھمکی تصور کرتی ہے۔ لہٰذا سمجھوتا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب جبکہ حالات بدل چکے ہیں۔ دونوں قوموں کو ایک باعزت سمجھوتے کا بندوبست کرنا چاہیئے"۔ "مسلمان اور سکھ زعماء کا باہم مل کر بیٹھنا ضرور نتیجہ خیز ہوگا"۔

مگر اس قدر گداگرانہ التجائیں کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے جو "باعزت سمجھوتہ" احرار نے تجویز کیا ہے۔ اور جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے یہ کافی ہوگا۔ کہ سکھ مسجد والی جگہ خالی چھوڑ دیں اس کے گرد جنگلہ لگا دیں۔ یا دیواروں کا ایک احاطہ بنا کر اوپر سے چھت ڈال دیں"۔ ذرا غور فرمایئے۔ اتنی سی بات کے لئے وہ رعونت مآب احرار جو ہر شریف مسلمان کی پگڑی اچھالنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حتیٰ کہ جن لوگوں کے سہارے انہوں نے کھڑا ہونا سیکھا ان کو ذلیل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ سکھوں کے سامنے کس طرح بھیگی بلی بنے بیٹھے ہیں مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا مسلمان بھی صرف جنگلہ لگوا دینے کو اپنے لئے باعزت سمجھوتہ سمجھتے ہیں اور کیا مسلمانوں نے احرار کو اختیار دیدیا ہے کہ اگر وہ اس طرح سمجھوتہ کر لیں۔ تو مسلمان مطمئن ہو جائینگے۔ حالات اور واقعات بتاتے ہیں۔ کہ ایسا نہیں۔ ہندوستان اور خصوصاً پنجاب کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک یہی مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ شہید گنج کی مسجد کو واگزار کرایا جائے۔ اور جب تک ایسا نہ ہو۔ کوئی صورت مسلمانوں کے زخم کے لئے پھایا نہیں بن سکتی۔ اور نہ مسلمانوں کو چین آ سکتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی مختلف انجمنیں اس وقت تک بکثرت اس مضمون کی قرار دادیں پاس کر چکی ہیں۔ کہ جب تک مسجد شہید گنج مسلمانوں کے حوالے نہ کی جائے مسلمان مطمئن نہیں ہو سکتے۔ خود مجلس اتحاد ملی۔ اپنا یہ تہیہ ظاہر کر چکی ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کو دوبارہ تعمیر کرانے کے لئے پریوی کونسل میں مرافعہ دائر کیا جائے۔

پس احرار کا ایک طرف تو یہ کہنا کہ حالات پر سکون ہو گئے ہیں۔ اب مسلمانوں کو ہوش آ گیا ہے۔ اب حالات بدل گئے ہیں۔ اور دوسری طرف سمجھوتہ کی بنیاد ایسی تجویز کرنا جسے مسلمان قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بیک وقت حکومت اور سکھوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اور اپنی اغراض کے لئے دونوں پہلوؤں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا ہے۔ ورنہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا کسی قدر اندازہ اس مضمون سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو اخبار سول کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے اور جس کا ترجمہ الفضل میں بھی دیا جا چکا ہے یا پھر اس مضمون سے لگانا چاہیئے۔ جو ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب کا اردو انگریزی اخبارات میں اب چھپا ہے۔ اور جس میں یہاں تک لکھا ہے۔ کہ "حکومت نے مسجد شہید گنج کے معاملہ میں غلط حکمت عملی اختیار کر کے خلافت ایجی ٹیشن کے بعد پہلی مرتبہ اسلامیان ہند کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ تاکہ وہ دیکھ لیں

نیشنل لیگوں کی توجہ کے لئے نہایت ضروری اعلان

جب سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نیشنل لیگ کے متعلق جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ احمدی جماعتوں نے اس معاملہ میں خاص دلچسپی لینی شروع کی ہے۔ اور خداتعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ یہ تحریک اب ایسی صورت اختیار کر گئی ہے جس کو ایک بہت بڑی سیاسی کامیابی کا پیش خیمہ کہا جا سکتا ہے۔ بیرونی لیگوں سے الحاق کی درخواستیں کثرت سے آ رہی ہیں۔ رضاکاروں کی بھرتی بھی شروع ہو گئی ہے۔ اور عملی پروگرام جلد مرتب کئے جانے پر غور ہو رہا ہے۔ کام کی ترقی امید افزا ہے۔ لیکن ابھی ہندوستان میں بہت سی ایسی جماعتیں ہیں۔ جن کی طرف سے ہمیں الحاق کی درخواست یا نیشنل لیگ کے قیام کی اطلاع نہیں پہونچی۔ ممکن ہے وہ اپنے اپنے علاقوں میں سرگرم عمل ہوں۔ لیکن مرکزی لیگ کو اپنی سرگرمیوں سے وقتاً فوقتاً اطلاع دینا اس قدر ضروری ہے کہ اس کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ پس جہاں جہاں تاحال لیگیں قائم نہیں ہوئیں۔ وہاں کے احباب اس کام کو سرعت اور تندہی سے سرانجام دینے کی سعی کریں۔ اس میں شک نہیں کہ مرکزی لیگ کی طرف سے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے وقت بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ جیسی منظم اور ہر قومی کام میں پیش پیش رہنے والی جماعت سے یہ توقع ہرگز غیر معمولی نہیں۔ کہ وہ صرف اشاروں پر کام کرے۔ اور بار بار تاکیدی تحریکات کی شرمندہ احسان نہ بنے۔ کیونکہ سیاسی حالات منٹوں میں بنتے اور سیکنڈوں میں بگڑتے اور تبدیل ہوتے ہیں۔ اس لئے گزارش ہے۔ کہ احباب اس اعلان کو پڑھتے ہی ہر جماعت میں نیشنل لیگ کے قیام، ہر نیشنل لیگ کے مرکزی لیگ سے الحاق اور رضاکاران کی بھرتی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور بہت جلد اس ابتدائی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

ہمارا ارادہ ہے۔ کہ جب یہ ابتدائی کام پوری طرح اختتام پذیر ہو جائے۔ تو نیشنل لیگوں کے عہدہ داروں کو لاہور میں مدعو کریں۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں درخواست کی جائے۔ کہ حضور لاہور تشریف لا کر ہمیں اپنی زریں ہدایات سے متمتع فرمائیں۔ اس کے بعد عملی پروگرام پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔

وقت تنگ ہے۔ اس لئے اس کام کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی ضلعوں کی لیگوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے علاقوں میں تنظیم کا کام شروع کر دیں۔ جن لیگوں کو ضلعوں کی لیگوں سے فوری طور پر الحاق کرنے میں دقت محسوس ہوتی ہو۔ ان کو اجازت ہے۔ کہ وہ براہ راست آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور سے بذریعہ درخواست الحاق کر لیں۔ بعد میں موزون موقعہ دیکھ کر حلقہ وار لیگوں کی تنظیم کا انتظام ضلعوں کے لحاظ سے کئے جانے کے متعلق غور کیا جائے گا۔

جن دوستوں نے خاص طور پر لیگوں کی تنظیم کی طرف توجہ دی ہے۔ ان میں سے اس وقت میرے ذہن میں خاص طور پر دو دوست ہیں۔ جن کا نام عملی نمونہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا۔ مرکزی لیگ ان کے جذبۂ عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ان دوستوں میں سے ایک تو چوہدری عصمت اللہ صاحب وکیل لائل پور ہیں۔ جنہوں نے قربانی کر کے ایک مہینہ خاص طور پر آل انڈیا نیشنل لیگ کی خدمات کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ ضلع لائلپور میں تنظیم کا کام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسرے دوست مبارک بیگ صاحب آف کلانور ہیں۔ جو کہ اپنے علاقہ میں دورہ کر کے نیشنل لیگوں کے قیام اور تنظیم کا کام کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش سے اس علاقہ میں کئی لیگیں قائم ہو گئی ہیں۔ اسی طرح اور کئی دوست ہیں۔ جو اپنے اپنے علاقوں میں دورے کر کے کام میں مشغول ہیں۔ ان سب کا کام قابل تحسین ہے۔

الحاق کی درخواستوں کے ساتھ لیگ کے عہدیداروں اور ان کے مکمل پتوں کی اطلاع آنی چاہیئے۔

قریشی محمد صادق شبنم بی۔ اے سیکرٹری
آل انڈیا نیشنل لیگ بیرون دہلی دروازہ لاہور

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۲ اگست ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	محمد صدیق صاحب	سنگاپور	۹	میاں محمد اقبال صاحب	ریاست جموں
۲	برکت بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور	۱۰	شمشاد بیگم صاحبہ	"
۳	بشیر حسین صاحب	ریاست پٹیالہ	۱۱	کشور بیگم صاحبہ	"
۴	غلام جیلانی صاحب	ضلع جالندھر	۱۲	حفیظ بیگم صاحبہ	"
۵	محمد ولی اللہ صاحب	ضلع ڈھاکہ	۱۳	عائشہ بی بی صاحبہ	"
۶	محمد افضل صاحب	ضلع میانوالی	۱۴	سکینہ بی بی صاحبہ	"
۷	گل محمد خان صاحب	سندھ	۱۵	کرم داد صاحب	"
۸	میاں محمد شفیع صاحب	ریاست جموں			

احراریوں کی اخلاق سوز حرکات

مخالفت کی شدت ڈھیلوں کی بوچھاڑ میں صداقت احمدیت کا اقرار

۱۴ اگست۔ سید محمد ہاشم صاحب مولوی فاضل موضع تہال کی مسجد احمدیہ میں مستورات میں تعلیم و تربیت کے متعلق وعظ فرما رہے تھے۔ کہ ایک احراری جھانکتا ہوا دیکھا گیا۔ پھر جب شاہ صاحب تہال سے ہنج وڑیاں گئے۔ تو عصر کی نماز کے وقت کسی نے مجھے بتایا۔ کہ وہ احراری کہہ گیا ہے۔ کہ جب احمدی مولوی ہنجوڑیاں جائے گا۔ تو ہم اس کو خوب جوتے لگوائیں گے۔ اور تقریر نہیں ہونے دیں گے۔ میں یہ سن کر ہنج وڑیاں پہونچ گیا۔ اور جا کر احمدی دوستوں کو اطلاع دی۔ اسی وقت آدمی بھیجکر آڑہ نورنگ کھیڑ سے دوستوں کو جمع کیا گیا۔ اور سید فاضل شاہ صاحب کے صحن میں سید محمد ہاشم صاحب نے تقریر کرنی شروع کر دی جب تقریر قریباً ¾ گھنٹہ ہو چکی۔ تو چند بدمعاش اور لفنگے بول اٹھے۔ کہ ہم تقریر نہیں ہونے دینگے۔ اور شور ڈال دیا۔ اور گاؤں سے چلے جانے کے لئے کہا۔ جب ہم روانہ ہوئے۔ تو گاؤں کے لڑکے ہمارے پیچھے تالیاں بجا بجا کر شور ڈالتے رہے۔ اور ڈھیلے پھینکنے شروع کر دیئے جو چند دوستوں کو لگے۔ ایک ڈھیلا شاہ صاحب کی پیٹھ پر لگا۔ ہم نے شاہ صاحب کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ تاکہ ان کو کوئی سخت چوٹ نہ لگے۔ غرض دور تک وہ شور ڈالتے اور بکواس کرتے چلے آئے۔ ان حالات میں خدا کے فضل سے حق کا بیج بویا گیا۔ اور ایک شخص شاہ محمد زمیندار نے للکار کر کہا۔ میں احمدی ہو جاؤں گا۔ تم ہم ہمارا کیا بگاڑ لوگے۔ آئندہ میں اپنے مکان پر تقریر کراؤں گا۔ احباب حق کے غلبہ کے لئے دعا کریں۔ محمد الدین سیکرٹری جماعت احمدیہ تہال

جہاد کے متعلّق جماعت احمدیّہ کا نظریّہ

خونی مہدی کا انتظار کرنیوالے مُسلمان

"الفضل" کی اشاعت ۴ / جولائی ۱۹۳۵ء میں اخبار "احسان" کے اعتراضات کے جواب میں ایک مضمون اس امر پر لکھا گیا تھا۔ کہ بدقسمتی سے مسلمان جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک خونی مہدی آئے گا۔ جو اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلائے گا اور تمام غیر مسلموں کو قتل کر دے گا۔ یہ سراسر غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ قرآن کریم اس امر کا بار بار اعلان کرتا ہے۔ کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ وُہ لا اکراہ فی الدین کا سنہری اصول دُنیا کے سامنے رکھتا اور اس کی دلیل یہ دیتا ہے۔ کہ قد تبین الرشد من الغی۔ یعنی جبکہ ضلالت۔ اور رشد میں نمایاں اور کھلا امتیاز ہے۔ تو ہدایت کے لئے کسی پر جبر کرنا کیونکر مناسب ہوسکتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے انما علےٰ رسولنا البلاغ المبین۔ ہمارے رسُول کا صرف یہ فرض ہے۔ کہ پیغام حق لوگوں کو کھول کر سنا دے۔ یہ نہیں۔ کہ جبراً ان سے کوئی بات منوا لے اسی طرح کی بہت سی آیات ہیں جو دین کی اشاعت بالسیف اور بالجبر کو سخت ناپسندیدگی۔ اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ لیکن غیر احمدی یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مہدی معہود کا کام یہ ہوگا۔ کہ تلوار کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کا کام سرانجام دے۔ اور جو لوگ اسلام قبول کرنے سے انکار کریں۔ انہیں موت کے گھاٹ اتار دے۔ چنانچہ حجج الکرامہ میں اس امر کا ذکر کرتے ہُوئے وہابیوں کے سرکردہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے۔ کہ

المهديون ثلاثة مهدی الخير عمر بن عبد العزيز و مهدی الدم و هو الذی يسكن عليه الدما، و مهدی الدين، و هو عيسٰی تسلم امته فی زمانه (ص ۳۸۶)

یعنی مسلمانوں کے نزدیک مہدی تین ہیں مہدی الخیر جو عمر بن عبد العزیز ہیں۔ مہدی الدم یعنی خونی مہدی۔ جس کے زمانہ میں لوگوں کے خون بہائے جائیں گے۔ اور تیسرے مہدی الدین۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں۔ اس خونی مہدی کے کارناموں کا ذکر کرتے ہُوئے نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"امام مردم را بسبب کثرتِ مقتولین ہیچ فرحت بآں مال و دولت نباشد چہ بسا خانہا و قبیلہ ہا باشد کہ از صد کس جز یکے نماند بعد ازیں حضرت امام بندوبست بلادِ اسلام و سرانجام و انتظام و ادائے حقوقِ انام پرداز ند و ہر طرف عساکر و افواج ظفر امواج روانہ سازند .... ولشکرے بر ہندوستان فرستند۔ و فتح گردد۔ و ملوکِ ہند را غل کردہ پیش او آرند۔ و خزائن ایں کشور را زیور بیت المقدس سازند" (ص ۳۶۲)

یعنی امام مہدی جن لوگوں میں روپیہ تقسیم کریں گے۔ انہیں بھی اس مال و دولت سے کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ کیونکہ مقتولین کی کثرت انہیں غمگین بنائے ہوئے ہوگی۔ اور اکثر خاندان و قبائل میں سے ننانوے فیصدی لوگ مہدی کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہوں گے۔ پھر امام مہدی بلادِ اسلامیہ کے بندوبست اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور ہر طرف اپنی افواج ظفر امواج روانہ کریں گے اسی طرح ایک لشکر ہندوستان کی طرف بھیجیں گے۔ جو اس ملک کو فتح کرکے ہندوستان کے بادشاہوں کو پابجولاں امام مہدی کے حضور حاضر کرے گا۔ اور اس ملک کے خزانوں کو بیت المقدس کا زیور بنایا جائے گا:۔

نیز لکھتے ہیں۔

"جاری شود بر دست او ملاحم و بر آرد کنوز و فتح کند مدائن مابین خافقین و آوردہ شوند بروئے او ملوکِ ہند غل در گردن کردہ" (حجج الکرامہ ص ۳۶۲)

یعنی امام مہدی کے ہاتھ سے بہت سی لڑائیاں ہونگی۔ اور وُہ مشرق و مغرب کے ممالک کو فتح کریں گے۔ خزائن الارض پر قابو پائیں گے اور بلادِ ہند کے بادشاہوں کو ایسی حالت میں کہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے۔ لوگوں کے سامنے لائیں گے:۔

مسلمانوں کے دلوں میں خونی مہدی کے متعلق یہ عقیدہ اتنا راسخ ہو چکا تھا۔ کہ اہل السنت والجماعت کی معتبر کتاب نبراس میں لکھا ہے:۔

"لا يقبل الجزية من الكفار و يجبرهم على الايمان فلا يبقٰى على الارض الا دين الاسلام" (ص ۵۸۶)

یعنی امام مہدی کافروں سے جزیہ تک قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ انہیں جبراً اسلام میں داخل کریں گے۔ یہاں تک کہ زمین پر اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں رہے گا:۔

مسلمانوں کا یہ اعتقاد چونکہ قرآن مجید کی نصوص بینہ فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر وغیرہ کے صریح خلاف ہے علاوہ ازیں صحیح احادیث بھی اس کی تردید کرتی ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خونی مہدی کی آمد کے عقیدہ کا علے الاعلان بطلان کیا۔ اور فرمایا ؎

اَیسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
باطل ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

اس کی تشریح میں "الفضل" ۴ جولائی ۱۹۳۵ء میں ایک مضمون لکھا گیا تھا جس میں احادیث سے اس امر پر روشنی ڈالی گئی تھی کہ مہدی موعود کے لئے دلائل و براہین کی تلوار چلانا مقدر ہے۔ لوہے کی تلوار چلا کر لوگوں کو قتل کرنا اس کے دائرہ عمل میں داخل نہیں مثلاً یہ حدیث پیش کی گئی تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ یضع الحرب۔ مسیح موعود جب آئے گا۔ تو مذہب کی خاطر لڑائیوں کو بند کر دے گا۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہی معنے ہوسکتے ہیں۔ کہ مسیح موعود جنگ وجدل سے اشاعت اسلام نہیں کریگا بلکہ امن اور آشتی سے کام لے کر دین کو پھیلائے گا:۔

اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ مسیح موعود کی طرف وحی کرے گا۔ کہ اپنے بندوں میں سے بعض بندے میں نے ایسے پیدا کئے ہیں۔ جن کا تو مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پس تو میرے بندوں کو طور پر لے جا۔ اور وہاں انہیں پناہ دے۔

یہ حدیث بھی اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں بعض ایسی قومیں ہونگی جن کا مسیح موعود کے بیرونی ظاہری سامانوں سے مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے مسیح موعود۔ اور اس کی جماعت لڑائی نہیں کرے گی۔ بلکہ اسے یہ حکم دیا جائیگا۔ کہ وُہ اپنی جماعت کو طور پر لے جائے۔ یہ وُہ پہاڑ ہے۔ جہاں حضرت موسےٰ علیہ السلام پر اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص تجلیات کا نزول فرمایا۔ اور بنی اسرائیل کے لئے بڑے بڑے خارق عادت نشانات ظاہر فرمائے۔ اس پہاڑ پر لوگوں کو لے جانے کا حکم دیا بتلاتا ہے۔ کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کوہ طور اللہ تعالےٰ کی مختلف تجلیات کی وجہ سے بنی اسرائیل کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ مسیح موعود اور اس کی جماعت کی ان قوموں کے مقابلہ میں جن کا وُہ ظاہری سامانوں سے مقابلہ نہیں کرسکے گی۔ اپنے نشانات سے مدد فرمائے گا۔ اور جو کام ظاہری سامانوں سے نہ ہوسکے گا۔ وُہ دُعاؤں اور انابت الی اللہ سے سرانجام پائے گا۔ یہ حدیث بھی اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ مسیح موعود ظاہری تلوار سے کام نہیں لے گا۔ بلکہ دُعا اور تدبیروں سے اشاعت اسلام کا کام سرانجام دے گا۔ اسی طرح کی بعض اور احادیث بھی خونی مہدی کے عقیدہ کے خلاف پیش کی گئی تھیں۔ مثلاً بتایا گیا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے دو گروہوں کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ان میں ایک کے متعلق تو فرمایا۔ کہ وُہ جہاد بالسیف کرے گا۔ اور ایک کے متعلق فرمایا۔ وُہ مسیح موعود کے ساتھی ہونگے۔ ہم نے بتایا تھا۔ کہ مقدم الذکر گروہ سے مراد حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور انکی جماعت ہے اور موخر الذکر سے مراد حضرت مسیح موعود کے اتباع ہیں۔ اور دونوں کے کاموں کا مقابلہ کرنا صاف طور پر بتاتا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت خواہ مخواہ جہاد بالسیف نہیں کرگی۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے جو ان دونوں گروہوں میں مابہ الامتیاز ہے۔ اگر دونوں گروہ غازی ہوتے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح فرق بیان نہ فرماتے:۔

اس مضمون کے شائع ہونے پر اخبار اہلحدیث امرتسر نے اپنی ۲۶ جولائی کی اشاعت میں "مسیح موعود جہاد بالسیف کرے گا" کے زیر عنوان ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں مرقومہ بالا دلائل میں سے کسی ایک دلیل کے توڑنے کی بھی جرأت نہیں کی۔ اور نہ قرآنی اور حدیثی شواہد میں سے کسی ایک کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کرتے بھی کیونکر۔ جبکہ ان دلائل کو توڑنا کوئی آسان کام نہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو بات پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ابوداؤد میں آتا ہے الجهاد في سبيل الله ماض منذ بعثني الله الى ان يقاتل اخر امتي الدجال۔ یعنی جب سے خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک جہاد جاری ہے۔ یہاں تک کہ میری امت کا آخری حصہ دجال سے مقابلہ کرے گا۔ لیکن ہم نے اس بات سے کب انکار کیا ہے۔ کہ جہاد قیامت تک جاری نہیں۔ ہم تو خود اقرار کرتے۔ اور مانتے ہیں۔ کہ جہاد ہر مومن پر ہر وقت ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن اعمال پر نہایت درجہ اپنی محبت ظاہر فرمائی ہے۔ وہ دو ہیں۔ ایک نماز اور ایک جہاد۔ نماز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قرة عيني في الصلوٰة یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اور جہاد کی نسبت فرماتے ہیں کہ میں آرزو رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ سو اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے۔ کہ اعلائے کلمہ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں۔ یہی جہاد ہے۔ جب تک خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے" (رسالہ درود شریف صـ۶۶)

پس ہم تو خود اس بات کے قائل ہیں کہ جہاد قیامت تک جاری ہے۔ ہاں ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جہاد کا مفہوم صرف وہ نہیں۔ جو مخالف سمجھتے ہیں۔ کہ تلوار ہاتھ میں لی۔ اور مرنے مارنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کیونکہ اگر جہاد کا صرف یہی مفہوم سمجھا جائے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑا الزام عائد ہوتا ہے اور ماننا پڑتا ہے۔ کہ مکی زندگی میں آپ نے یہ جہاد نہ کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ مکی زندگی میں آپ کو جہاد کا حکم دے چکا تھا جیسا کہ سورۂ فرقان میں آتا ہے۔ فلا تطع الكافرين وجاهدهم به جهادًا كبيرًا۔ یعنی کافروں کی بات مان۔ اور ان سے بہت بڑا جہاد کر۔ اسی طرح سورۂ عنکبوت میں آتا ہے۔ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا۔ جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ہم انہیں اپنی رضا کی راہوں اور کامیابی کے راستوں کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ سورۂ فرقان اور سورۂ عنکبوت مکی سورتیں ہیں۔ مگر یہ بھی ثابت شدہ امر ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں جہاد بالسیف نہیں کیا۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مکی زندگی میں باوجود جہاد کا حکم ملنے کے جہاد بالسیف نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ آپ جہاد کا دائرہ بہت وسیع سمجھتے تھے۔ اور آپ تبلیغ اور وعظ و نصیحت اور قرآن کی اشاعت کو بھی جہاد ہی سمجھتے تھے۔ بلکہ جہاد اکبر۔ پس ہمارا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ جہاد قیامت تک جاری ہے۔ مگر جہاد کی صرف ایک ہی صورت نہیں۔ بلکہ کئی صورتیں ہیں۔ جن کا احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے۔ مثلاً حدیثوں میں آتا ہے۔ افضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر (مشکوٰۃ صـ۲۷۲) یعنی بہترین جہاد یہ ہے۔ کہ ظالم و جابر حاکم کے سامنے سچ بات کہی جائے۔ ایک جگہ آتا ہے۔ الجهاد بالحجة والبرهان جهاد اكبر بخلاف الجهاد بالسيف والسنان فانه جهاد اصغر (روح البیان جلد ۱ صـ۱۹۰) یعنی حجت و برہان کے رو سے دشمن سے مقابلہ کرنا جہاد اکبر ہے۔ بخلاف تلوار اور نیزہ چلانے کے۔ کہ یہ جہاد اصغر ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کیا۔ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا ففيهما فجاهد۔ ان کی خدمت کو ہی جہاد سمجھ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ جہاد کی خواہش کی۔ تو آپ نے فرمایا افضل الجهاد حج مبرور (بخاری جلد ۲ صـ۹۳) یعنی افضل جہاد تو حج مبرور ہے پس جہاد بے شک جاری ہے۔ بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث درست ہے۔ کہ الجهاد في سبيل الله ماض منذ بعثني الله الى ان يقاتل اخر امتي الدجال۔ کہ جہاد میرے یوم بعثت سے قیامت تک جاری ہے۔ مگر جہاد کے کچھ اور معنی بھی ہیں۔ درحقیقت جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک امن کے زمانہ کے لئے۔ اور ایک جنگ کے زمانہ کے لئے جب کوئی قوم مسلمانوں پر دینی وجہ سے حملہ آور ہو۔ اور وہ تلوار سے اسلام میں دخل دے تو حکم ہے۔ کہ تلوار کا تلوار سے مقابلہ کرو۔ اور جب امن ہو۔ تو پھر حکم ہے۔ کہ تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرو۔ موجودہ زمانہ میں جب حکومت کی طرف سے مذہبی آزادی حاصل ہے۔ تو جہاد بالسیف کے خواب دیکھنا بھی مسلمانوں کو زیب نہیں دے سکتا۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کے علوم پھیلائیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر جو اعتراضات مخالفین اسلام کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات دیں۔ اور دین اسلام کو پھیلا کر ساری دنیا کو حلقہ بگوش اسلام بنائیں۔ یہ نہیں کہ وہ بے وقت کا راگ الاپیں اور اپنی قوتوں کو ضائع کر کے دشمنان اسلام کو ہنسی مذاق کا موقعہ دیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک اور حدیث بھی پیش کی ہے۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے فرمایا ہے۔ کہ تغزون الدجال۔ تم دجال سے غزا کرو گے۔ اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ احمدیوں کو جہاد بالسیف کرنا چاہیئے۔ مگر تعجب ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سے یہ کیونکر سمجھ لیا۔ کہ دجال سے جہاد بالسیف کیا جائے گا جبکہ خود ہی اپنے مضمون میں انہوں نے لکھا ہے:۔

"حدیث میں آیا ہے۔ دجال مسیح موعود کو دیکھ کر گھلتا پگھلتا جائے گا"۔

اگر مؤخر الذکر حدیث درست ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ درست نہ ہو۔ تو اس سے صاف مستنبط ہوتا ہے۔ کہ مسیح موعود دجال کے ساتھ جہاد بالسیف نہیں کریگا کیونکہ جہاد بالسیف کے نتیجہ میں دجال پگھل نہیں سکتا۔ لیکن دجال کا پگھلنا بتاتا ہے۔ کہ مسیح موعود کی دعائیں دجالی فتن کو پاش پاش کریں گی۔ اور آپ کی نگاہ اس کے طلسم کا تار و پود بکھیر دیگی۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ نے ایک اور حدیث میں فرمایا۔ کہ مسیح موعود کے دم سے کفار مریں گے۔ دم سے کفار کا مرنا بتاتا ہے۔ کہ مسیح موعود ظاہری تلوار نہیں چلائے گا۔ بلکہ دعا سے کام لے گا۔ جو برق غضب بن کر مخالفین پر گرے گی۔ اور انہیں راکھ کا ڈھیر بنا دے گی:

پھر ایک اور حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا علاج اپنی امت کو یہ بتایا ہے۔ کہ سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت کی جائے۔ ان آیات میں صرف صلیبی عقائد کا ابطال کیا گیا ہے۔ پس دجال سے مقابلہ بھی اسی رنگ میں ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے عقائد کا ابطال کر کے اُسے میدان دلائل میں سرنگوں کر دیا جائے:

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے اس بتائے ہوئے طریق عمل کے ماتحت نہایت سرگرمی سے دشمنان اسلام کے ساتھ جہاد کر رہی اور دجالی فتن کو پاش پاش کرنے کے لئے اپنی قربانیوں کے حیرت انگیز مناظر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں غیر احمدی بتائیں۔ کہ جس جہاد کے وہ قائل ہیں

واقعاتِ عالم پر نظر

۱- احرار کا نیا ڈرامہ کانگرس ہوشیار ۲- روما کے نئے اصحاب الفیل
۳- پنجاب کے مسلمان۔ اللہ نگہبان

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

پنجاب کے "ٹالی ووڈ" لاہور میں احرار ایکٹران طرار نے کئی شاہکار تیار کئے۔ اور کئی ڈرامے سٹیج پر دکھائے۔ اور اعتقادِ پبلک کو کئی مرتبہ مغالطہ دیا۔ اور کمزور حافظہ لوگوں نے ہمیشہ اس فریب کار گروہ کا شکار ہونا پسند کیا۔ اس کے کاسۂ گدائی کو پُر اور اس کے دامن حرص و آز کو بھرا اب اس کمپنی کا ایک نیا کھیل آنے والا ہے جس میں کام کرنے والے وہ تمام مشہور جہانانِ سرکار ہیں اور جن کا تعارف سیاست بایں الفاظ کراتا ہے:-

"احرار در اصل اشرار کی ایک جماعت ہے۔ جس کے زہریلے پراپاگنڈے سے خود محفوظ رہنا ہر مسلمان کو محفوظ رہنے کا مشورہ دینا ہر مسلمان کا فرض ہے"

اس تعارف کے بعد اب ان ماہرانِ فن کے کارناموں کا خلاصہ بالفاظ جناب میاں محمد رفیق ایم۔ اے سیکرٹری اتحاد و ترقی لاہور حسب ذیل ہے۔

پہلا ڈرامہ۔ خلافت کی پونجی پر چھاپہ۔ نہرو رپورٹ کی حمایت کے لئے چاقوؤں کا استعمال۔ مولانا محمد علی مرحوم پر شرم شرم کے نعرے اور پتھر پھینکنا۔

دوسرا ڈرامہ۔ کانگریس سے یاری۔ آغوش ڈاکٹر انصاری کی طرف سے سرٹیفکیٹ غداری

تیسرا ڈرامہ۔ میکلیگن کالج کے متعلق مسلمانوں کی رسوائی

چوتھا ڈرامہ۔ تحریک کشمیر۔ مسلمانوں کو قید و بند۔ انکے اموال پر ڈاکہ۔ برطانوی افواج کا داخلہ کشمیر۔

پانچواں ڈرامہ۔ الور اور انگریز وزیر اعظم کا تقرر۔

چھٹا۔ کپورتھلہ اور مسلمان وزیر اعظم کا اخراج انگریز وزیر کا تقرر۔ ساتواں تبلیغ اسلام کا ڈھونگ اور قادیان کی مخالفت کے بہانے پچاس ہزار روپے کی وصولی۔ آٹھواں ڈرامہ مسجد شہید گنج کی خونین ٹریجڈی (داستان غم)

اب اس گروہ کا نیا کھیل تیار ہو رہا ہے ہم اس کا نام "کانگریس ہوشیار" رکھیں گے کیونکہ یہ لوگ ایک طرف کانگریس اور سکھوں سے اندرونی ساز باز رکھتے ہیں۔ اور فرقہ وارانہ فیصلہ اور اصلاحات کو ناکام کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ دوسری طرف ان کے محرمانِ راز کے قول کے مطابق وہ حکومت کے آلہ کار ہیں۔ اور مسلمانوں و ہندوؤں و سکھوں اور کانگریس کو دھوکہ دیکر بڑی تنخواہوں کی وزارتیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کانگریس سے سابقہ تجربہ کے مطابق غداری کرینگے۔ اور انکے ہونگے جن کی پولیس انکے خلاف اشتہارات اتار لیتی جنکی سنسر نے انکے رازائے درون کو افشا نہ کرنے دیا۔ جن کے افرانِ ضلع ٹیلیفون پر اور زبانی ان کی حمایت میں احکام دیتے ہیں۔ پس آنیوالے ڈرامے سے قبل کانگریس ہوشیار ہو جائے۔

(۲)

قرآن مجید میں ہاتھی والوں کے کعبہ پر بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ کرنے کا ذکر ہے اور خدا کی کتاب نے فرمایا ہے۔ کہ باوجود طاقت و سامان خدا نے ان کو اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ ان پر آسمان نے خود ہلہ بول دیا۔ اور وطن سے دور منزلِ مقصود کے عین قریب لاکر ان کو طعمہ اجل بنا دیا۔ اور مردار خور جانوروں کو شاندار دعوتیں اڑانے کا سامان مہیا کر دیا۔ اور اس طرح اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت کر لی۔ اس وقت ظاہری سامان اور کوچ کرکے قریب آجانے اور شاہ نجاشی کے پایۂ تخت کو تباہ و برباد کرنے اور اس سلطنت کو مٹا دینے کے کامیاب ذرائع اطالیہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ اس پر نازاں اور اپنی کامیابی پر یقین رکھتی ہیں لیکن جس طرح ایک وقت حبشہ کے بادشاہ کو طاقت پر ناز تھا اور کعبہ کے خادم کی آنکھ آسمان کی طرف تھی۔ اسی طرح حبشہ کے حملہ آور کی حالت پہلی اور شاہِ حبش کی دوسری حالت ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سلاطین حبش کے خزانہ میں سید الکونین فخر موجودات سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک مکتوب گرامی ہے جو مقوقس وغیرہ سلاطین کے نام نامجات اقدس کے طرز پر تبلیغی ہے۔ حبش اس گوہر بے بہا پر نازاں اور اس مبارک مکتوب کو آڑے وقت وسیلہ پکڑ کر دعا کرنے پر ایمان رکھتا ہے۔ شاہِ ثلاثی نے مصری وفد کو اس یادگار رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی۔ اور مصری غلامانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پاک تحریر کو بوسہ دیکر مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ اگرچہ ظاہری سامان ایبے سینیا کے مخالف ہیں۔ مگر دنیا کی ہمدردی مظلوم کے ساتھ ہے۔ یورپ کی طاقتوں نے سامانِ حرب فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن فرانس کو یمن سے اشرفیاں مل گئیں۔ اور یمن نے فرانس سے سستے داموں اسلحہ حرب خرید کر لئے۔ اور یمن عدن کے متصل۔ عدن ہمدرلے ترویکب۔ برطانوی سومالی لینڈ میں آمدو رفت کی ممانعت۔ اور دوستوں کو دوستوں کا ساتھ دینے کا موقعہ۔ لیکن نہ ان کمزور سامانوں پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے نہ ایبے سینیا کو بھروسہ ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ جس طرح ۵ ہزار اطالوی بیمار ہو کر واپس ہو چکے ہیں۔ اور بہت مر چکے ہیں اسی طرح پہاڑی راستہ کی مشکلات۔ پانی کی قلت۔ فرزندانِ حبشہ کا قدیم طریق جنگ۔ کہ چھپتے ہیں۔ تو ایسے کہ کسی کو علم نہ ہو۔ اور یکدم نکلتے ہیں۔ تو ایسے کہ گویا زمین سے برآمد ہو گئے۔ اور سب سے بڑھکر "مری پڑنے" کے امکانات۔ حبشہ میں کعبہ کا تاریخی منظر پیش کرینگے۔ ایکے حبشہ کی جگہ اطالیہ اور کعبہ کی جگہ مکتوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا

(۳)

یوں تو جہاں جاؤ۔ مسلمانوں کی حالت اخلاق۔ تمدنی۔ اقتصادی خراب پاؤ گے۔ ہم نے ایک ملک میں مسلمانوں کو تین ڈی یعنی Drinking (۱) شراب نوشی (۲) Dancing ناچ (۳) Drumming نقارہ زنی کا گہرا استغراق پاکر ان کے اخلاق کا ماتم کیا دوسرے میں خدا کے گھر اسلام کے گہوارہ کے قریب یونانی اقتصادی قید میں یوسف مصر کو دیکھکر آنسو بہائے۔ خود اسلام کی زادِ بوم میں جو دیکھا اور سُنا۔ اس سے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا۔ مگر یہ لوگ اپنی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ حالانکہ فکر ہندوستان اور خاص کر ہندوستان کے دربان پنجاب کی ہے۔ جہاں خود غرض زر پرست لیڈر۔ جاہل غازی اور برائے نام مجاہد ملا۔ مسلمانوں کے ایمان کے جذبہ کا غلط استعمال کر رہا ہے۔ خلافت و ہجرت کے تجربات لوگوں کو بھول گئے ہیں۔ جبکہ ۷۵ لاکھ روپیہ غریب قوم کی گاڑھی کمائی کا ضائع ہوا۔ اور دار الحرب سے دار السلام میں جا کر شرفاء نے اپنی بہو بیٹیوں کا ناموس برباد کرایا۔ کانگریس اور ہندو تو بن گئے۔ مگر مسلمان بگڑ گئے۔ اب پھر نازک اوقات آئے تو اندرونی غدار احرار پیدا ہو چکے ہیں۔ جو آپس میں لڑا کر اسلامی مفاد کا خون کر رہے ہیں۔ موجودہ غیر ہمدرد حکومت پنجاب مسلمانوں کی صحیح رہنمائی سے قاصر ہے۔ وہ منظم غیر مسلم عناصر سے مرعوب اور مسلمانوں کی تنظیم سے خائف ہے۔ مسلمانوں نے اگر کابل کو اہمیت دی۔ تو نیپال کو اہمیت دیکر آنکھیں دکھادیں۔ اب ہندو مہاسبھا کی صدارت مہاراجہ وزیر اعظم نیپال کو پیش کی جا رہی ہے۔ اس سیاسی کمزوری کے باعث مسلمانوں کو "نیلامی کا مال" اور زیادہ بول "پر خریدی جانیوالی قوم کہا جانے لگا ہے پنجاب ہندوستان کے مسلمانوں کی پناہ اور مسلمان سپاہی کا وطن ہے۔ اگر بیکار مقروض جائداد رہن باقبضہ بازاروں میں اعتبار نہیں" وصف کے لیڈر جنکے اخلاق کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ "انسے ملنا ایسا جیسا کسی سانپ کو ملاقات کی دعوت دینا" یہ چندے اور مسلمانوں کے رہنما رہے۔ تو پھر اللہ نگہبان ؎

مجلسِ احرار پر مسلمان اخبارات کی پھٹکار

(۴)

اخبار "شریعت"

اخبار "شریعت" لکھتا ہے۔ کتنی سچی مثل ہے کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ وہی مجلس احرار جس کا کل تک پنجاب میں طوطی بولتا تھا جس کے اشارہ جنبش ابرو پر اگر ہزار ہا نہیں تو کم از کم سینکڑوں افراد اکٹھا ہند کر کے میدان میں اتر آتے تھے۔ اور اس کی پیش کردہ ہر بھلی بری تحریک کی تائید و حمایت پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ آج اس طرح گوشہ گمنامی میں پڑی ہے کہ کوئی اسے کر پوچھتا تک نہیں۔ اگر تذکرہ بھی ہوتا ہے تو اس طرح جیسے آثارِ قدیمہ میں سے ہے یا ماضی بعید کی کوئی فراموش شدہ شے۔ ایسا کیوں ہوا؟ زعمائے احرار نے کیا کبھی اس پر غور کرنے کی زحمت فرمائی۔ کہ کس چیز نے یکایک انہیں آسمان عروج سے اٹھا کر پستی کے گڑھے میں لا پھینکا! کیا سبب ہوا کہ ان کا جما جمایا اقتدار آن کی آن میں خاک میں مل گیا عوام کے اعتقاد و وابستگی کے متعلق عموماً لوگ بہت غلط اندازہ لگاتے ہیں۔ اگر کسی جماعت یا فرد کی حمایت پبلک نے کسی تحریک میں زور شور کے ساتھ کی تو اکثر یہ جماعت یا افراد اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ تائید و حمایت ہماری شخصیت کے اثر سے حاصل ہوئی ہے اور یہی غلط فہمی ان کے زوال کا باعث بن جاتی ہے۔

مجلس احرار کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ جہاں تک مسلم عوام کا تعلق ہے وہ شخصیت یا ذات سے قطعاً متاثر نہیں ہوتی۔ یہ ممکن ہے کہ کبھی وہ اپنے قوت فیصلہ کے استعمال میں غلطی کر جائے۔ مگر مسلم قوم ہر تحریک کی تائید یا مخالفت صرف اس بناء پر کرتی ہے۔ کہ وہ تحریک بذاتہٖ درست اور پسندیدہ ہے یا نہیں۔ محرک کی ذات سے عقیدت، تحریک سے وابستگی کی بنا نہیں ہوتی ہے۔

جب تک مجلس احرار نے مسلم قوم کے سامنے ایسی تحریکیں پیش کیں۔ جو جمہور کے ایک بڑے طبقہ کے نزدیک پسندیدہ تھیں وہ ان میں مقبول رہی۔ لیکن جب اس نے اس راہ سے گریز اختیار کر کے جمہور کو اپنے اثر و اقتدار سے مرعوب کرنے کی کوشش کی وہ ان سے برگشتہ ہو گئے مجلس احرار کو مسلمانوں میں اس طرح ملعون و مغضوب بنانے کی ذمہ داری خود مجلس احرار کے ارباب حل و عقد کے سر عاید ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسوائی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے کہ گو مجلس احرار کے کابینہ وزارت میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی بھی شامل ہیں۔ مگر نہ معلوم کن اثرات سے متاثر ہو کر ان حضرات نے اپنی عقل و فراست کو سراسر چودھری افضل حق کے دماغ و ذہن کا تابع بنا ڈالا ہے۔ اگر علمائے موصوف سادہ لوحی کو چھوڑ کر مجلس احرار کے عروج و زوال کے واقعات کا بغور مطالعہ کریں۔ تو انہیں یہ چیز صاف نظر آئے گی۔ کہ چودھری افضل حق اور ان کے مطمح نظر میں زمین آسمان کا تفاوت شروع سے تھا اور ہے۔ گو علماء موصوف اور چودھری صاحب ایک ہی راستہ پر گامزن رہے مگر یہ کچھ اور سمجھے ہوئے تھے۔ اور چودھری صاحب کی منزل کوئی اور تھی۔ بدقسمتی سے ان ارباب ثلاثہ نے نہ شروع میں اس مسموم عنصر کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ عہد عروج میں چودھری افضل حق اپنی منزل مقصود کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت ہوشیاری کے ساتھ دھیرے دھیرے مجلس احرار کی تمام طاقت و قوت کو اپنے قبضے میں لے آنے کی کوشش میں لگے رہے اور علمائے موصوف نے بغیر محسوس کئے۔ اپنے آپ کو ان کا آلہ کار بنے رہنے کا پورا پورا موقع دے دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کابینہ وزارت کی موجودگی کے باوجود چودھری افضل حق کی حیثیت مجلس احرار کے ڈکٹیٹر کی ہو گئی۔ اور ان کے عقل کل کے آگے تمام دیگر افراد کو مطیع ہونا پڑا۔ چودھری افضل حق نے اس خوبصورتی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنا جال بچھایا تھا کہ ہمارے مذکورہ علمائے ثلاثہ بڑی فراخ دلی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ اس کے اندر قدم رکھتے چلے گئے۔ اور اس غلو میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ بالآخر چودھری افضل حق کی ہر رائے اور ارشاد کو صحیح ماننے اور اس کی تائید کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پایا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ چودھری افضل حق اپنے منزل مقصود کے قریب پہنچ گئے ہیں اور دیگر احراری زعماء بھی آنکھیں بند کئے ہوئے ان کے ساتھ کھنچے ہوئے اسی طرف جا رہے ہیں۔ جو یقیناً ابتدائے کار کے وقت ان کی مجوزہ منزل نہ سمجھی جاتی تھی۔ واقعات بتاتے ہیں کہ احرار کی منزل ملت کی رفاہ تھی۔ اور چودھری صاحب کی حصول جاہ حصول مقصد کے لئے طریقہ مشترک اختیار کیا گیا۔ لیکن چودھری افضل حق نے مجلس کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر علمائے احرار کو بھی اپنی منزل کے قریب لا پہونچایا اب ان کے لئے سخت کشمکش کا سامنا آ پڑا ہے۔ علمائے احرار نے اپنی عقل و تدبر کو چودھری افضل حق کے حوالہ کر کے ان کے بعض ایسے احکام کی بھی تعمیل کر دی جو ملت اسلامیہ میں جذبہ نفرت و بے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے کافی سے زائد تھے اور اسی کی بدولت آج مجلس احرار کو یہ دن دیکھنے نصیب ہو رہے ہیں۔

کیا کوئی شخص یقین کر سکتا تھا کہ علمائے مذکورہ جیسے اصحاب "شریعت بل" کی تائید میں لیت و لعل سے کام لیں گے۔ مگر ایسا ہوا۔ صرف اس وجہ سے ہوا۔ کہ چودھری افضل حق کی یہ خواہش تھی۔ شریعت بل کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں میں معاشرتی حیثیت سے شرعی قوانین پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ علماء سے تو یہ توقع تھی۔ کہ وہ اس کی تائید و حمایت میں دوسروں سے چار قدم آگے ہوں گے مگر مجلس احرار کے جید علماء نے چودھری افضل حق کی پر از مصالح خواہش ذاتی کے آگے سر تسلیم خم کر کے حمایت و تائید سے التوا کے پردہ میں انکار کر دیا ان کا یہ رویہ ان کے بڑے سے بڑے مؤید کے لئے حوصلہ فرسا ثابت ہوا اور مسلم عوام کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو گیا کہ مجلس احرار بھی رفاہ ملت کے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف جا رہی ہے۔ اس کے بعد مسجد شہید گنج کا مسئلہ آیا۔ علمائے احرار کا فرض تھا کہ وہ ابتدائے تحریک کے وقت ہی مسلمانوں کو صحیح راہ بتاتے اور عوام کے جذبات کی ترجمانی کرنے کی سعی کرتے۔ مگر چودھری افضل نے انہیں اس طرح الجھائے رکھا اور یہ بھی دیدہ و دانستہ اس طرح الجھے رہے۔ کہ مسلم عوام احرار کی طرف سے رہنمائی کے معاملہ میں بالکل مایوس اور ناامید ہو گئے۔ بکائی کشت و خون ہو جانے کے بعد مجلس احرار نے جو لب کشائی کی بھی۔ تو اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ حاکم ہیں اور سارے مسلمان محکوم۔ ان کی حیثیت مشیر کی نہیں ہے بلکہ منصف یا جج کی۔ مجلس احرار کا یہی "فرمان" جس کا اسلوب بتاتا ہے کہ اس کا مسودہ چودھری افضل حق کے قلم کا رہین منت ہے۔ احرار کے زوال کا فرمان ثابت ہوا۔ شریعت بل کی مخالفت اور تحریک شہید گنج کے مسئلہ میں محض ناصح مشفق کی حیثیت یہی دو چیزیں مجلس احرار کی وقعت و شہرت کے لئے ضرب کاری ثابت ہوئیں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ اگر مجلس احرار کی باگ چودھری افضل حق کے ہاتھوں میں نہ چھوڑ دی گئی ہوتی۔ تو واقعات کچھ اور ہوتے۔ مگر افسوس کہ علمائے احرار نے اس کا خیال نہ کیا۔ اور چودھری افضل کا ساتھ دے کر اپنی اور مجلس احرار کی عزت و اثر کو خاک میں ملا دیا۔ کاش کہ علمائے احرار اب بھی سمجھیں۔ کہ چودھری افضل حق کی شاطرانہ چالوں کی بدولت وہ کہاں پہنچ گئے۔ اور اب بھی ساتھ نہ چھوڑا تو آئندہ کیا انجام ہوگا۔

بعض پرچوں کی ضرورت

جو اصحاب اخبار الفضل کا فائل نہ رکھتے ہوں ان کے پاس اگر جلد ۲۲ کا پرچہ نمبر ۱۴۲ و نمبر ۱۵۸ ہو۔ تو ارسال فرمائیں۔ دفتر کو ضرورت ہے

مینیجر الفضل

ایک کمیشن کے متعلق

ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے چوہدری عطا محمد صاحب لائلپوری کو اس امر کی تحقیق کے لئے کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ کہ نسبتی لحاظ سے صدر انجمن کی آمد زیادہ سے زیادہ کس سال ہوئی اور اس کے بعد آمد میں اگر کوئی کمی آئی ہے۔ تو وہ کس طرح اور کیوں آئی ہے اور آئندہ ترقی و توسیع آمد کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ کمیشن کے فرائض میں یہ امر بھی داخل ہے۔ کہ وہ اپنی تحقیقات کے لئے خاص خاص مقامی جماعتوں میں جا کر مقامی حالات اور مقامی ریکارڈ کا بھی مطالعہ کریں ؛

اس ارشاد کی تعمیل میں کمیشن نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اور فرائض مفوضہ کے پیش نظر کمیشن کے لئے ضروری ہو گا۔ کہ وہ بعض بیرونی جماعتوں سے یا بعض افراد سے اطلاعات ضروری مہیا کریں۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ یا احباب سے التماس ہے۔ کہ اس ضروری کام میں کمیشن کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور بغیر کسی غیر ضروری توقف کے اطلاعات ضروری بہم پہنچا کر ممنون کریں ؛

اس امر کا اظہار خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کہ اگر احباب میں سے کوئی صاحب کمیشن کو آمد کی توسیع کے لئے مفید مشورہ پیش کریں گے۔ تو کمیشن شکریہ کے ساتھ ان پر گہرا غور کرے گا ؛ اس غرض کے لئے تمام خط و کتابت بنام چوہدری عطاء محمد صاحب کمیشن نظارت بیت المال قادیان کی جائے ؛

ناظر اعلےٰ قادیان

پولیس کے فرائض پر کمشنر پولیس کلکتہ کا تبصرہ

امن عامہ کے قیام کا فرض ایسا ہی پبلک پر عائد ہوتا ہے۔ جیسا کہ پولیس پر۔ جس ملک میں پولیس اور پبلک میں باہمی اعتماد اور تعاون ہو۔ اس میں نقض امن کے مواقع بہت کم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ایسے حالات بھی پیدا ہو جائیں۔ جو امن عامہ پر بُرا اثر ڈال رہے ہیں۔ تو ان کا فوری مداوا ہو سکتا ہے لیکن جہاں ارباب نظم و نسق اس مغالطہ میں مبتلا ہوں۔ کہ وہ پبلک کا اعتماد حاصل کئے بغیر اپنے فرائض کامیابی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ یا وہ یہ سمجھ لیں۔ کہ ان کو پبلک کی امداد کی ضرورت نہیں۔ ان کا رویہ تحکمانہ ہو۔ اور وہ پبلک کو خادم سمجھیں وہ کبھی ملک میں امن سکون پیدا نہیں کر سکتے۔ جو ایک مہذب ملک میں ہونا چاہیئے یہاں ہندوستان میں اسی بات کا رونا ہے۔ کہ پولیس اور پبلک میں کوئی اتحاد اور اعتماد نہیں۔ پبلک عموماً جاہل اور اپنے حقوق سے نابلد ہے۔ اور ادھر ارباب نظم و نسق میں بھی خدمت خلق کا وہ جذبہ نہیں۔ جو ان میں ہونا چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تعاون کار کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ اور آئے دن ملک کے امن کو برباد کرنے والے اسباب پیدا ہوتے رہتے ہیں ؛

یہ ایک کھلا راز ہے کہ انڈین پولیس کا بحیثیت مجموعی وہ رویہ نہیں۔ جو خادمان پبلک کا ہونا چاہیئے۔ اس تلخ حقیقت کو مسٹر اے۔ ڈی۔ گورڈن کمشنر صاحب پولیس کلکتہ نے اپنے ایک نوٹ میں جو انہوں نے پولیس کی ہدایت کے لئے لکھا بے نقاب کیا ہے۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ ان کی یہ بڑی خواہش ہے۔ کہ پبلک کیساتھ پولیس کے ماتحت عملے کے رویہ میں نمایاں اصلاح پیدا ہو۔ پولیس کے فرائض بیشک بہت نازک ہیں۔ تاہم اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان پر اس بات کو کما حقہ واضح کر دیا جائے۔ کہ وہ پبلک کے خادم ہیں نہ کہ مخدوم۔ ان کے فرائض پبلک کے لئے ایسے ہی ناگوار ہیں جیسے کہ خود ان کی ذات کے لئے۔ لیکن ان کو چاہیئے۔ کہ اپنے رویہ میں تلطف اور رافت پیدا کریں تا کہ ان کے فرائض کی ادائیگی پبلک کی تلخی اور پریشانی کا موجب نہ ہو۔ کمشنر صاحب افسران پولیس سے امید کرتے ہیں کہ وہ باہمی تعاون سے کام لے کر اس مقصد رفیع کے حصول کے لئے پوری سعی کریں گے اور پبلک کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کریں گے وہ یہ بھی خواہش کرتے ہیں۔ کہ انسپکٹر صاحبان اور سیکشن آفیسر کو چاہیئے کہ وہ صرف ماتحت عملے کو ہی ان کے فرائض کی نوعیت اور اہمیت کی تلقین نہ کرتے رہیں۔ بلکہ خود ان کے سامنے ایک اعلیٰ مثال پیش کریں۔ اور دوسرے یہ کہ وہ پبلک شکایات پر فوری توجہ مبذول کیا کریں۔

اپنے نوٹ میں کمشنر صاحب نے بیان کیا ہے۔ کہ افسران بالا اپنے ماتحت عملے کے رویے کے خود ذمہ دار ہونگے۔ اور ان کی یہ نصیحت ہے۔ کہ گزیٹڈ افسر اور انسپکٹر یا ہیڈ سارجنٹوں اور دوسرے چھوٹے عہدیداروں کو اس قسم کے لیکچر دیا کریں۔ اور لیکچر بار بار ہونے چاہئیں۔ اور ان میں یہ ذہن نشین کرا دیا جائے۔ کہ ان کے فرائض مقتضی ہیں۔ کہ وہ پبلک کے ساتھ نرمی کا پہلو اختیار کریں۔

مسٹر گورڈن نے اپنے اس لیکچر کے حصص دہرائے ہیں جو انہوں نے بحیثیت انچارج پولیس ٹریننگ کالج سارودہ دیا تھا۔ اس لیکچر میں انہوں نے پولیس کے ساتھ پبلک کے رویہ کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ ایک تو پبلک تھانے میں جا کر رپورٹ دینے سے طبعی طور پر متنفر ہے اور دوسرے کچہری میں شہادت دینے سے بھی گریز کرتی ہے۔ اس صورت حالات کا مداوا یہی ہے۔ کہ ضروری ہدایات کو شائع کیا جائے۔ اور پبلک کو ہمدردانہ نصیحت کی جائے۔ اور یہ بات پولیس کے اختیار میں ہے۔ وہ جب چاہے اس کو دور کر سکتی ہے۔ اور اپنے خلاف لوگوں کی نفرت کا ازالہ کر سکتی ہے کیونکہ یہ اس بات کے نتیجے میں ہے کہ پولیس کا پبلک کے ساتھ رویہ نہایت متمردانہ ہے۔ ان کا طریق کار نہایت تہدید آمیز ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے احساسات کا کوئی احترام نہیں ہوتا۔ وہ اس بات کو فراموش کئے ہوئے ہیں کہ وہ پبلک کے خادم ہیں نہ کہ آقا۔

کمشنر صاحب موصوف اپنے نوٹ میں لکھتے ہیں۔ لنڈن پولیس کی موجودہ قابلیت اور اہلیت کوئی غیر معمولی معجزہ نہیں۔ بلکہ یہ نتیجہ ہے۔ محنت سے کام کرنے کا اور اس بات کے احساس کا کہ وہ پبلک کے خادم ہیں۔ ان کی یہ زبردست خواہش ہے کہ پولیس اپنے فرائض کو جانے اور ان پر استقلال سے کاربند ہو۔ اور اپنے کام میں ملائمت اور نرمی پیدا کرے۔ تمام ماتحت عملے میں سچی خدمت خلق کا جذبہ پیدا ہو۔ تاکہ پبلک کے رویے میں بجائے عناد اور عدم اعتماد کے۔ اعتماد اور محبت پیدا ہو۔

سب سے زیادہ قابل توجہ بات پولیس کے لئے یہ ہے۔ کہ وہ مستغیث کے ساتھ عمدہ سلوک کرے۔ کمشنر صاحب کی یہ خواہش ہے۔ کہ مستغیث کو انتظار میں نہ رکھا جائے۔ اور نہ اس کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہیئے جو ایک مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ایسے آدمی کے ساتھ جو احسان کا طالب ہے۔ رپورٹ لکھوانے میں مستغیث قانون کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ اور تفتیش کا مطالبہ کر کے وہ پبلک خادموں سے جو ملک کے مالیہ سے تنخواہ پاتے ہیں۔ اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے۔ ایک اور بات غور طلب یہ ہے کہ پولیس کو مجرم اور ملزم کے ساتھ سلوک کرنے میں اصلاح کرنی چاہیئے۔ آخر میں کمشنر صاحب نے لکھا ہے۔ کہ جب تک پولیس اپنے رویہ میں اصلاح نہیں کرے گی۔ تب تک نہ تو وہ پبلک میں محبوب بن سکتی ہے۔ اور نہ اس سے احترام کرا سکتی ہے ؛

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۲۲ر اگست۔ گورنمنٹ ہند کے دفاتر ۱۹ر اکتوبر کو شملہ میں بند ہونگے اور ۲۱ر اکتوبر کو دہلی میں کھلیں گے۔

کلکتہ ۲۲ر اگست۔ بنگال کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوم ممبر نے کہا۔ کہ اسوقت ۲۰۴ بنگال انقلاب پسند انڈیمان میں ہیں۔ مئی ۱۹۳۵ء میں دو قیدیوں کی موت ہوگئی تھی۔ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں کو تین ماہ میں ایک بار ملنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

کراچی ۲۲ر اگست۔ حکومت ایران کی طرف سے ایران کے ساتھ تجارت کرنے والے برطانی جہازوں کو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آئندہ کسی غیر قوم کا جہاز ایران کے سمندر میں اپنا جھنڈا نہیں لہرا سکتا۔ ڈپلومیٹک افسروں کی کشتیاں اس حکم سے مستثنےٰ ہونگی ؛

روم ۲۰ر اگست۔ سولینی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایر فورس میں ۱۶ ہزار اشخاص کا اضافہ کیا جائے۔ اس اضافہ کے بعد اٹلی کی ایر فورس میں چالیس ہزار ۸۴۳ اشخاص ہوجائیں گے ؛

شملہ ۲۲ر اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے ۱۷ر ستمبر کو اسمبلی چیمبر میں اکٹھے اور کونسل آف سٹیٹ اور اسمبلی کے ممبروں کے سامنے تقریر کرینگے۔

شملہ ۲۳ر اگست۔ ہز ایکسی لنسی وائسرائے بہادر نے راؤ بہادر مسٹر دی۔ ٹی کرشنا مچاری کو شرف ملاقات بخشا۔ اور لنچ پر بہت سے اصحاب مدعو کئے۔ جن میں سے آنریبل سرچودھری ظفراللہ خانصاحب اور ہزہائی نس نواب صاحب مالیر کوٹلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

شملہ ۲۱ر اگست کی اطلاع ہے۔ کہ زلزلہ کوئٹہ کی اس فلم کو جو آجکل پرنس آف ویلز تھیٹر شملہ میں دکھائی جارہی ہے۔ حکومت پنجاب غیر مصدقہ قرار دے کر پنجاب میں اس کا دکھایا جانا ممنوع قرار دے دیگی ؛

لنڈن ۲۱ر اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ چین کے وزیر اعظم نے باقاعدہ طور پر استعفیٰ دے دیا ہے۔ اب کیبنٹ میں بہت سی تبدیلیاں ہونگی۔

لنڈن ۲۲ر اگست۔ آج دس بجے صبح برطانی کابینہ کا اجلاس شروع ہوا۔ مسٹر سٹینلے بالڈون صدر تھے۔ اور کابینہ کے کل ارکان جو تعداد میں بائیس ہیں۔ حاضر تھے۔ مصدقہ طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کابینہ میں بحث و تمحیص کی تین شقیں ہیں۔ اول تمام صورت حالات پر طائرانہ نظر جس میں سائنور سولینی کے تنازعہ ایبے سینیا کے سلسلہ میں برطانیہ اور فرانس کی تجاویز کے انکار کا خاص طور پر ذکر ہوگا۔ دوم لیگ کونسل کے اجلاس ۴ر ستمبر میں حکومت برطانیہ کی پالیسی۔ سوم۔ اٹلی یا ایبے سینیا کو اسلحہ کی برآمد کے لائسنس روکنے کے متعلق حکومت کے فیصلہ پر تبصرہ۔ اجلاس امروزہ کی بحث کے رنگ سے بہ وثوق معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلحہ کی برآمد کے سلسلہ میں برطانیہ کسی صورت میں بھی اٹلی اور ایبے سینیا کے درمیان امتیاز نہیں کرے گا۔

ایتھنز ۲۲ر اگست۔ جمہوریت یونان کا صدر اول جس کو یونانی سیاست کا گرانڈ اولڈ مین کہا جاتا تھا۔ اسّی سال کی عمر میں فوت ہوگیا ہے ؛

پیرس ۲۲ر اگست۔ اطالوی قونصل بیرن فیلکنی پر ڈیراکرس کے مقام پر جو عدیس ابابا سے شمال مغرب کی جانب ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گولی چلادی گئی۔ جس کے نتیجہ میں وہ مجروح ہوگیا۔ ابھی تک تفاصیل موصول نہیں ہوئیں۔

ٹوکیو ۲۲ر اگست۔ برطانیہ نے جاپان کے ساتھ بحری گفت و شنید کے مسئلہ کو دوبارہ زیر بحث لانے کیلئے استفسار کیا تھا۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ جاپانی کابینہ نے اپنے سفیر مقیم لنڈن کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ برطانیہ سے کہہ دے۔ کہ جاپان اس وقت تک گفت و شنید کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک اس کا مطالبہ بحری مساوات قبول نہیں کیا جاتا ؛

تھیاگی ۲۱ر اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ توچی سکاؤٹوں کی ایک جمعیت پر جو حسن خیل تنگی واقع شمالی وزیرستان ایجنسی کے قریب گردش کر رہی تھی۔ حسن خیل قبیلہ کے ایک گروہ نے فائر کر دیئے سکاؤٹوں میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوا۔ البتہ حسن خیل قبیلہ کے تین آدمی ہلاک ہوئے۔

لنڈن ۲۱ر اگست لیبر منسٹری نے نوجوانوں کی بیکاری کی جو تفاصیل دریافت کی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۲۴ر جون ۱۹۳۵ء تک ۱۸ سال سے کم عمر کے بیکار لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد میں ۲۶ نومبر ۱۹۳۴ء کے مقابلہ میں آٹھ ہزار کی کمی واقع ہوئی ہے۔

برلن ۲۱ر اگست۔ برلن میں ریل کی سرنگ کے گر جانے کی وجہ سے بہت سے اشخاص زمین میں دب گئے تھے۔ ان میں سے چودہ ابھی تک مٹی کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ان کو نکالنے کے لئے مزدور پوری تندہی سے سرگرم عمل ہیں۔

لاہور ۲۱ر اگست۔ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ نئے دستور اساسی کے ماتحت بالائی فیڈرل چیمبر کی ترکیب کی تفاصیل کا فرمان حکومت برطانیہ ستمبر کے تیسرے ہفتہ جاری کریگی

بمبئی ۱۹ر اگست۔ اٹلی اور ایبے سینیا کے درمیان لڑائی کے شدید امکانات کے پیش نظر مقامی اناج منڈی اور دیگر منڈیوں میں اشیائے خوردنی وغیرہ کی بہم رسانی کے متعلق پے درپے استفسار ہو رہا ہے۔ بنا بریں مقامی تجار نے ایک جدید کمپنی کھولی ہے۔ سامان حرب اور اشیائے خوردنی حکومت اٹلی ہندوستان سے افریقہ بھجوا رہی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گیہوں۔ چاول۔ ربے بوٹ۔ جرابیں۔ پٹ سن کا کپڑا۔ ٹاٹ وغیرہ کے انبار یا تو روانہ کئے جاچکے ہیں یا ابھی فراہم کئے جارہے ہیں ؛

شملہ ۲۱ر اگست۔ حکومت ہند کا ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہندوستانی فوج کا ایک چھوٹا سا دستہ ایبی سینیا کے دارالخلافہ عدیس ابابا کے برطانی سفارت خانہ میں متعین ہے۔ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ ایبی سینیا میں مقیم برطانی اور ہندوستانی رعایا کی حفاظت کے لئے اس دستہ کو مزید کمک بہم پہونچانے کے سوال پر غور کر رہی تھی۔ اب فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ امداد پہونچانے کی فوری تیاریاں کی جائیں۔ چنانچہ ۵/۱۴ پنجابی رجمنٹ کا ایک سادستہ بمبئی سے اس غرض کے لئے بھجوایا جارہا ہے۔

لنڈن ۲۱ر اگست۔ تنازعہ ایبی سینیا کی تشویشناک صورت حالات کے پیش نظر وائٹ ہال میں بھی نمایاں سرگرمی کا اظہار ہو رہا ہے۔ تمام پارٹیاں اس معاملہ میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ چنانچہ جارج لینز بری نے دفتر خارجہ میں سر سیموئل ہور سے بیس منٹ ملاقات کی۔ اس کے بعد مسٹر لائڈ جارج دفتر خارجہ میں آئے اور ایک ساعت سے زیادہ عرصہ وہاں رہے۔ مسٹر انٹونی ایڈن اور سر سیموئل ہور دونوں سے ملاقات کی۔ بعد ازاں سر سیموئل ہور نے وہاں ایک چھوٹی امپائر کانفرنس منعقد کی۔ جس میں آسٹریلیا نیوزی لینڈ۔ کینیڈا کے ہائی کمشنر اور مصری وزیر شامل ہوئے۔ آئرش فری سٹیٹ کے نمائندے بھی شامل تھے۔ کانفرنس سوا گھنٹہ جاری رہی ؛

ڈھاکہ ۱۷ر اگست۔ حکومت ہند کے علاقہ سرحد پار کی ترقی کے پروگرام کے ماتحت علاقہ ملاگھری میں شاہ میٹا کے مقام پر سنگ مرمر کے ذخائر کو کھودنے کا کام شروع ہے۔ یہ سنگ مرمر علم الارض کے ماہرین کے پاس تحقیق کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ بلحاظ خواص یہ ہندوستان کے سنگ مرمر کی بہترین انواع کے ہم پلہ ہے ؛

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی